قرآن کریم
اور
اظہار عبودیت

تالیف:

مفتی محمد صادق مصباحی

دارالعلوم سعید العلوم، مہراج گنج، یو۔پی

دارالکتب الحنفیہ

DAR AL KUTUB AL HANAFIYAH

HYDERABAD, DECCAN

بسم الله الرحمٰن الرحيم

حامداً ومصلياً ومسلماً

قرآن کریم آسمانی کتابوں میں سب سے آخری کتاب ہے، جسے معبود برحق -عزوجل- نے اپنے آخری نبی -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- پر نازل فرمایا۔ یہ مقدس کتاب سیدھے راستے کی طرف رہ نمائی کرتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ﴾[1].

یوں تو رب کائنات نے ﴿هُدًى لِّلنَّاسِ﴾ فرما کر قرآن کریم کو جملہ بنی نوع انسان کے لیے سرچشمۂ ہدایت قرار دیا، لیکن در حقیقت اس مقدس صحیفے سے اہل ایمان اور اہل تقویٰ ہی کما حقہ مستفید و مستفیض ہوتے ہیں؛ اِسی لیے سورۂ بقرہ میں انہی کے ذکر کو خاص کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ. الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ﴾[2].

ترجمہ: وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں، اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو، وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں۔

نبیوں اور رسولوں کی بعثت کا اہم مقصد اللہ کے بندوں کو شرک وکفر کے تاریک دلدل سے نکال کر ایمان وایقان کی کشادہ شاہ راہ پر گامزن کر دینا، انھیں اللہ کی بندگی پر آمادہ کرنا اور اُن کا تعلق اللہ رب العزت کی ذات سے مضبوط و مستحکم بنانا ہے۔ قرآن کریم، جو تمام آسمانی کتابوں کا جامع، رشد وہدایت کا منبع اور بے شمار علوم ومعارف کا خزینہ ہے، اِس کے نزول کا مقصد بھی یہی ہے۔ چناں چہ سورۂ ابراہیم کی ابتدا میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ﴾[3].

ترجمہ: ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمھاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیریوں سے اجالے میں لاؤ، اُن کے رب کے حکم سے، اُس کی راہ کی طرف جو عزت والا، سب خوبیوں والا

(1) سورۃ بنی اسرائیل:۱۷، الآیۃ:۹۔
(2) سورۃ البقرۃ:۲، الآیۃ:۲، ۳۔
(3) سورۃ ابراہیم:۱۴، الآیۃ:۱۔

ہے۔

سورۂ حدید میں ہے: ﴿هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾[1].

ترجمہ: وہی ہے کہ اپنے بندے پر روشن آیتیں اتارتا ہے، تاکہ تمھیں اندھیریوں سے اجالے کی طرف لے جائے اور بے شک اللہ تم پر ضرور مہربان، رحم والا۔

اور سورۂ ذٰریات میں، جن وانس کی تخلیق کا مقصد ہی اظہار عبودیت قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے: ﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾[2].

ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی-اِسی لیے-لیے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

عبادت کا لغوی معنیٰ:

عبادت و عبودیت عربی زبان کے کلمات ہیں، یہ الفاظ موقع محل کے لحاظ سے مختلف معنوں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس کا ایک معنیٰ: آخری درجے کی عاجزی وانکسار ہے۔ چناں چہ امام راغب اصفہانی کی "المفردات" میں ہے:

"العبادة أبلغ منها؛ لأنها غاية التذلل"[3].

یعنی عبادت انتہائی عاجزی اور غایت تعظیم کا نام ہے۔

عبادت کا اصطلاحی معنیٰ:

شریعت کی اصطلاح میں عبادت، اُس فعل کو کہتے ہیں جو کسی کی نسبت معبود ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے اُس کے لیے انتہائی تعظیم، عاجزی اور فروتنی کے اظہار کے لیے صادر ہو۔

صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی عبادت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"عبادت وہ غایتِ تعظیم ہے جو بندہ اپنی عبدیت اور معبود کے الوہیت کے اعتقاد واعتراف کے ساتھ بجالائے۔[4]"

---

(1) سورۃ حدید: ۵۷، الآیۃ: ۹۔

(2) سورۃ الذٰریات: ۵۱، الآیۃ: ۵۶۔

(3) المفردات: ص: ۳۱۹۔

(4) تفسیر خزائن العرفان، البقرۃ، زیر آیت: ۲۱، ص: ۸، ایم عاشقین اینڈ کمپنی، جامع مسجد، دہلی۔

قرآن کریم کی معروف سورہ، سورۃ الفاتحہ میں غور کیا جائے، جس میں اولاً یہ بیان کیا گیا کہ ہر طرح کی حمد و ثنا کا اصل اور حقیقی مستحق اُس خدائے وحدہ کی ذات ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے، بڑا مہربان اور رحم فرمانے والا ہے، وہی روز جزا کا مالک ہے۔ پھر اُس کے آگے ﴿اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ﴾[1]. فرما کر بندوں کو اظہارِ عبودیت کی تعلیم دی گئی ہے، اور اِس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ میرے بندو! اپنے معبودِ حقیقی کے لیے اپنی بندگی کا اظہار یوں کرو کہ خدایا! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اِس لیے کہ عبادت کا مستحق صرف تیری ہی ذات ہے، تیرے سوا کوئی اِس لائق نہیں کہ اُس کی عبادت کی جائے اور اُس کے لیے بندگی کا اظہار کیا جائے۔ اور حقیقی مددگار بھی تیری ہی ذاتِ اقدس ہے، تیری اجازت اور مرضی کے بغیر کوئی کسی کی، کسی طرح کی مدد نہیں کر سکتا۔

قرآن کریم کی آیات میں غور و فکر سے یہ امر، روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ جملہ انبیائے کرام و رسلانِ عظام نے اپنی اپنی امتوں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار اور اُس کی عبادت کا درس دیا۔ سورۂ انبیا میں اللہ رب العزت نے اپنے پیارے رسول سے مخاطب ہو کر فرمایا: ﴿وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ﴾[2].

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول، نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اُس کی طرف وحی فرماتے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو مجھی کو پوجو۔

اللہ تعالیٰ نے، سورۂ یٰسین میں، اولادِ آدم کو خطاب کرتے ہوئے بہت واضح انداز میں فرمایا:

﴿اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ. وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِىۡ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ﴾[3].

ترجمہ: اے اولادِ آدم! کیا میں نے (اپنے انبیا کی معرفت) تم سے عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا۔ بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔ اور میری بندگی کرنا، یہ سیدھی راہ ہے۔

(1) سورۃ الفاتحہ: ۱، الآیۃ: ۴۔ ترجمہ: ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

(2) سورۃ الانبیاء: ۲۱، الآیۃ: ۲۵۔

(3) سورۃ یٰس: ۳۶، الآیۃ: ۶۰-۶۱۔

مطلب یہ ہے کہ انسانوں کی تخلیق سے بہت پہلے اللہ رب العزت نے بنی آدم سے یہ عہد لے لیا تھا کہ اللہ کی عبادت میں ہرگز کسی کو شریک نہ کرنا، اور ہر حال میں ایک اللہ کی ہی عبادت کرنا۔ اور شیطان جو انسان کا کھلا دشمن ہے، جس کا شب و روز کام ہی یہی ہے کہ اللہ کے بندوں کو راہِ راست سے بہکائے، اُس کی کسی حال میں فرماں برداری نہ کرنا۔ اور یہی وہ سیدھا راستہ ہے جس کی طرف انبیاے کرام کی معرفت سے، دعوت دی جاتی رہی ہے، اور یہی منزل مقصود تک پہنچانے اور جنت تک لے جانے والا عمل ہے۔

سورۂ اعراف میں کئی جلیل القدر انبیاے کرام -علیہم السلام- کا تذکرہ ہے، جنھوں نے اپنے زمانے میں، اپنی قوم کو اللہ رب العالمین کی وحدانیت اور اُس کی عبادت کی جانب دعوت دی اور اپنا پیغمبرانہ فریضہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے، اولو العزم پیغمبر حضرت نوح -علیہ السلام- کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ﴾[1].

ترجمہ: بے شک ہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا، تو اُس نے کہا: اے میری قوم! اللہ کو پوجو۔ اللہ کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔ بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

حضرت نوح -علیہ السلام- نے اپنی قوم کو ہر طرح سے سمجھایا اور اللہ کا خوف دلایا، انھیں شرک و ضلالت سے باز رکھنے کی جاں کاہ کوشش فرمائی، مگر آپ کی قوم جو گم راہی کی انتہا کو پہنچ چکی تھی، اُس نے آپ کی نصیحتوں پر کوئی توجہ نہ دی، الٹا آپ کی مقدس ذات پر طرح طرح کا الزام لگانے لگے، اور آپ کو کھلی گم راہی والا کہہ کر عذاب الٰہی کو دعوت دے ڈالی۔ بالآخر گنتی کے چند ایمان والوں کو چھوڑ کر، بقیہ سب کے سب، ہولناک طوفان کے عذاب میں مبتلا ہو کر تباہ و برباد ہو گئے۔

سورۂ عنکبوت میں اللہ کے جلیل القدر پیغمبر، ابو الانبیاء حضرت ابراہیم -علیہ السلام- کی دعوت حق، اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف بلانے کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے:

(1) سورۃ الاعراف: ۷، الآیۃ: ۵۹۔

﴿وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[1].

ترجمہ: اور ابراہیم کو (یاد کرو) جب اُس نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ کو پوجو، اور اُس سے ڈرو، اِس میں تمھارا بھلا ہے، اگر تم جانتے۔

اِسی طرح سورۂ عنکبوت میں ایک اللہ کی عبادت کرنے، اور اُس کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور یہ بتایا گیا ہے کہ سب کو لوٹ کر اللہ کی بارگاہ میں جانا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾[2].

ترجمہ: اور اُس کی بندگی کرو، اور اُس کا احسان مانو، تمھیں اُسی کی طرف پھرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مقدس نبی حضرت یعقوب -علیہ السلام- کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو اُنھوں نے اپنے بیٹوں سے اِسلام و توحید اور ایک خدا کی عبادت کا اقرار لیا۔ سورۂ بقرہ میں ہے:

﴿اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾[3].

ترجمہ: اُس (یعقوب) نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: میرے بعد کس کی پوجا کروگے؟ بولے: ہم پوجیں گے اُسے جو خدا ہے آپ کا، اور آپ کے آبا ابراہیم و اسماعیل و اسحاق کا، ایک خدا، اور ہم اُس کے حضور گردن رکھے ہیں۔

سورۂ اَعراف کی آیت ۶۵ر تا ۷۲ر میں، اللہ کے نبی حضرت ہود -علیہ السلام- اور اُن کی قوم، قومِ عاد کا تذکرہ ہے۔ حضرت ہود نے بھی اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے لیے اظہارِ عبودیت، تقویٰ شعاری اور معبودانِ باطلہ سے اظہار برأت کی طرف بلایا۔ ارشاد ہے:

﴿وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾[4].

---

(1) سورۃ العنکبوت: ۲۹، الآیۃ: ۱۶۔

(2) سورۃ العنکبوت: ۲۹، الآیۃ: ۱۷۔

(3) سورۃ البقرۃ: ۲، الآیۃ: ۱۳۳۔

(4) سورۃ الاعراف: ۷، الآیۃ: ۶۵۔

ترجمہ: اور عاد کی طرف، اُن کی برادری سے ہود کو بھیجا، کہا: اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو، اُس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں، تو کیا تمھیں ڈر نہیں۔

قوم عاد جو اپنی طاقت و قوت میں بے مثال تھی، اُس نے اپنے پیغمبر کے ناصحانہ کلمات کو سننے سے ہی انکار کر دیا، اور اپنی حماقت و جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے، اپنے محسن و مخلص اور راہ حق کی طرف رہ نمائی فرمانے والے اللہ کے مقدس نبی کو جھوٹا قرار دیا، اور گستاخی کی انتہا کرتے ہوئے آپ کو ہی جاہل اور نادان قرار دیا، یہ سرکش لوگ اپنے اڑیل رویے پر قائم رہے اور یہ کہہ کر اللہ کے غضب کو دعوت دینے لگے کہ:

﴿قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾[1].

ترجمہ: بولے: کیا تم ہمارے پاس اِس لیے آئے ہو کہ ہم ایک اللہ کو پوجیں، اور جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انھیں چھوڑ دیں، تو لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو، اگر سچے ہو۔

آخر کار یہی ہوا کہ حضرت ہود اور آپ پر ایمان لانے والے، اللہ کی رحمت سے نجات پا گئے اور سرکش قوم کی جڑ ہمیشہ ہمیش کے لیے کاٹ دی گئی۔

شام و حجاز کے درمیان بسنے والی قوم، قوم ثمود کی طرف، اللہ کے نبی حضرت صالح -علیہ السلام- بھیجے گئے۔ اُنھوں نے اپنی قوم کو معبودانِ باطلہ کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے منع فرمایا، اور ایک خدا کی عبادت اور اُسی کی بندگی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾[2].

ترجمہ: اے میری قوم! اللہ کو پوجو۔ اُس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔

حضرت صالح -علیہ السلام- کی قوم کو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور معجزہ ایک اونٹنی عطا کی گئی۔ اللہ کے مقدس نبی نے اپنی قوم کو خوب نصیحت کی، اللہ کے احسانات یاد دلاتے ہوئے، اُس کی نعمتوں کو یاد کرنے کا حکم دیا اور زمین میں فساد مچانے سے منع فرمایا۔ مگر اُس سرکش قوم نے از راہِ تکبر و تمرد، ایک خدا کی عبادت سے برملا انکار کر دیا، اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں اور اللہ کے

(1) سورۃ الاعراف: ۷، الآیۃ: ۷۰۔

(2) سورۃ الاعراف: ۷، الآیۃ: ۷۳۔

غضب و قہر کو دعوت دینے لگی۔ نتیجہ کے طور پر زلزلے اور ہولناک آواز کے عذاب سے ہلاک کر دیے گئے۔ البتہ جن لوگوں نے ایمان لانا قبول کیا، اور اللہ کی بندگی کو ترجیح دی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انھیں بچالیا۔

اِسی طرح، حضرت شعیب -علیہ السلام- مدین کی طرف نبی بناکر بھیجے گئے۔ آپ نے بھی نبوت کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اہل مدین کو اللہ کی عبادت کی طرف راغب کرنے کی سعی بلیغ فرمائی۔ سورۂ اَعراف میں ہے:

﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾[1].

ترجمہ: اور مدین کی طرف اُن کی برادری سے شعیب کو بھیجا۔ کہا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اُس کے سوا کوئی تمھارا معبود نہیں۔

یہ قوم، غیر اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ، ناپ تول میں کمی کرنے، روے زمین پر شر وفساد کا بازار گرم کرنے، اور مسافروں کو ڈرانے دھمکانے جیسے برے کاموں میں ملوث تھی۔ انھوں نے بھی اپنے پیغمبر کی ناصحانہ باتیں نہ مان کر عذابِ الٰہی کو دعوت دیا، آخر کار یہ لوگ بھی بھیانک زلزلے کے عذاب میں گرفتار ہوئے، اور ایک ہولناک آواز سے ہلاک کر دیے گئے۔

ایک خدا کی عبادت کیوں؟

انسان بحیثیتِ انسان، تمام مخلوقات سے برتر وبالا ہے۔ اس امر کے اثبات کے لیے ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ[2]﴾ اور ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ[3]﴾ کی شہادتیں، کافی ہیں۔ اہل ایمان اور اہل تقویٰ کے لیے عزت، شرافت وکرامت اور دنیا وآخرت میں طرح طرح کے انعامات کا تذکرہ خود قرآن کریم کی درجنوں آیات سے ثابت ہے۔ جب اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو اِس قدر شرافت وکرامت والا بنایا، تو انسان کو بھی چاہیے کہ اپنے رب کی ربوبیت والوہیت کے اقرار واعتراف کے ساتھ ساتھ اُس کا مخلص بندہ بننے کی

(1) سورۃ الاعراف: ۷، الآیۃ: ۸۵۔

(2) سورۃ بنی اسرائیل: ۱۷، الآیۃ: ۷۰۔

(3) سورۃ التین: ۹۵، الآیۃ: ۴۔

پوری کوشش کرے، اُسی رب کے حضور قیام کرے، رکوع کرے، سجدے کرے، اور نہایت عجز وانکسار کے ساتھ اُس کی بارگاہ ناز میں اپنے پیشانی جھکادے۔ اور اپنے مقصد تخلیق کا ثبوت فراہم کرے۔ یہی بندگی اور اظہار عبودیت، رب کی مرضی ہے۔ اور بندے کی بندگی اُس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اپنے رب کے حکم کے سامنے اپنی گردن نہ جھکادے۔ ارشاد ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾[1].

ترجمہ: اور اُن لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں، نرے اُسی پر عقیدہ لاتے، ایک طرف ہوکر، اور نماز قائم کریں اور زکات دیں، اور یہ سیدھا دین ہے۔

عقل وشعور کا بھی تقاضا ہے کہ اپنے محسن کو فراموش نہ کیا جائے۔ جس طرح دنیا میں اگر کسی شخص سے معمولی نفع وابستہ ہو تو اُس کی مرضی اور خوشی کو ترجیح دی جاتی ہے، انسان یہ نہیں چاہتا کہ جس سے فائدہ حاصل کرنا ہے اُسے ناراض کیا جائے۔ جب ایک معمولی اور حقیر نفع دینے والے کی یہ حالت اور اہمیت ہے تو اُس خدائے ذو الجلال کی عظمت شان کے کیا کہنے، جس نے حضرت انسان اور ساری کائنات کو وجود بخشا! جو سب کا خالق، مالک اور رازق ہے! جو جلاتا اور مارتا ہے! آسمان اُس نے بنایا! زمینوں کو اُس نے پھیلایا! جو ہوائیں چلاتا ہے! بارش برساتا ہے! سمندروں کو بہاتا ہے! انسان اور پوری کائنات پر اُس کے احسانات اِس قدر کثیر ہیں جن کا احاطہ ممکن نہیں۔ ارشاد ہے:

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾[2].

ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے۔

امیر ہوں یا غریب، شاہ ہوں خواہ گدا، سب اُس کے احسان سے زیر بار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحت مند جسم، اور متناسب اعضا، عطا فرما کر انسان کی ذات پر عظیم احسان فرمایا۔ چناں چہ اپنے بندوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے:

(1) سورۃ البینۃ: ۹۸، الآیۃ: ۵۔

(2) سورۃ ابراہیم: ۱۴، الآیۃ: ۳۴۔

﴿اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ عَيۡنَيۡنِ. وَلِسَانًا وَّشَفَتَيۡنِ. وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِ﴾[1].

ترجمہ: کیا ہم نے اُس کی دو آنکھیں نہ بنائیں، اور زبان اور دو ہونٹ۔ اور اُسے دو ابھری چیزوں (نیکی و بدی) کی راہ بتائی۔

انسان، اپنے رب کے احسانات پر غور کرے تو بے ساختہ پکار اٹھے گا کہ بلا شبہہ ہمارے اوپر، رب کائنات کے بے شمار احسانات ہیں، وہی ہمارا رب اور ہمارا معبود ہے، اُسی کی ذات اِس لائق ہے کہ اُسے سجدہ کیا جائے، اُسی کے سامنے پیشانی زمین پر رکھ کر، اُس کی عظمتوں کا اظہار واقرار اور اپنی عاجزی کا اعتراف کیا جائے۔

سورۂ یٰس میں حضرت عیسیٰ -علیہ السلام- کے حواریوں کی دعوت حق پر، اللہ پر ایمان لانے والے ایک نیک شخص حبیب نجار کا قول یوں مذکور ہے:

﴿وَمَا لِيَ لَا اَعۡبُدُ الَّذِيۡ فَطَرَنِيۡ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ﴾[2].

ترجمہ: اور مجھے کیا ہے کہ اُس کی بندگی نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا، اور اُسی کی طرف تمھیں پلٹنا ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ اُس بندۂ خدا نے، خدائے پاک کی بندگی کے لازم ہونے کے لیے کتنی اچھی دلیل پیش کی کہ جس معبود نے مجھے وجود بخشا، اور جس کی طرف سب کو، لوٹ کر جانا ہے، اُس ذات کی عبادت کیوں نہ کروں؟ اور اُس کے سوا، دوسرا کون اِس لائق ہے جس کی عبادت کی جاسکے!

یہی وجہ ہے کہ رب کائنات نے اپنے آخری نبی -علیہ الصلاۃ والسلام- سے مخاطب ہو کر فرمایا: ﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ﴾[3].

ترجمہ: بے شک ہم نے تمھاری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری، تو اللہ کو پوجو، نِرے اُس کے بندے ہو کر۔

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجر میں نبی کریم -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- کو تسبیح و تہلیل، اور،

(1) سورۃ البلد:۹۰، الآیۃ:۸-۱۰۔
(2) سورۃ یٰس:۳٦، الآیۃ:۲۲۔
(3) سورۃ الزمر:۳۹، الآیۃ:۲۔

اپنے حضور سجدہ کرنے کا حکم فرماتے ہوئے آخری دم تک اپنی عبادت کی تلقین فرمائی۔ ارشاد ہے: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ. وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾[1].

ترجمہ: تو اپنے رب کو سراہتے ہوئے اُس کی پاکی بولو، اور سجدہ والوں میں ہو، اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔

سورۂ رعد میں فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ﴾[2].

ترجمہ: تم فرماؤ: مجھے تو یہی حکم ہے کہ اللہ کی بندگی کروں، اور اُس کا شریک نہ ٹھراؤں، میں اُس کی طرف بلاتا ہوں اور اُسی کی طرف مجھے پھرنا۔

اسی طرح سورۂ یونس میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾[3].

ترجمہ: تم فرماؤ: اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف کسی شبہے میں ہو تو میں اُسے نہ پوجوں گا جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ ہاں! اُس اللہ کو پوجتا ہوں جو تمھاری جان نکالے گا۔

نبی کریم -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- کی عبادت کا حال:

نبی اکرم -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- اپنے رب کی عبادت میں کس قدر مشقت اٹھاتے تھے، اِس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ سفر و حضر ہر حال میں، رب کے لیے، اپنی عبودیت کا اظہار کرتے، رمضان المبارک میں کچھ زیادہ ہی اہتمام فرماتے، رمضان کے علاوہ شعبان کے مہینے میں بکثرت روزے رکھتے، اِسی طرح ہر مہینے کے کچھ مخصوص دنوں میں روزوں کا اہتمام کرتے۔

(1) سورۃ الحجر: ۱۵، الآیۃ: ۹۸، ۹۹۔
(2) سورۃ الرعد: ۱۳، الآیۃ: ۳۶۔
(3) سورۃ یونس: ۱۰، الآیۃ: ۱۰۴۔

نماز میں آپ کے طویل قیام کا ذکر تو خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صحیح بخاری سے بطور تبرک ایک روایت پیش کر دی جائے، تاکہ اُس کی روشنی میں آپ کی کثرت عبادت اور شکر گزار بندہ ہونے کی خواہش سے ہمیں کچھ سبق مل سکے۔ اور ہم آپ کی اُس عظیم سنت کے ذکر سے اپنے قلوب واذہان کو معطر کر سکیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ -رضی اللہ تعالیٰ عنہا- فرماتی ہیں:

ان النبي -صلى الله تعالىٰ عليه وسلم- كان يقوم من الليل حتى تتفطر قدماه، فقلت له: لمَ تصنع هٰذا يا رسول الله! وقد غفر الله لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر؟ قال: «أفلا أحب أن أكون عبدا شكورا». هٰذا لفظ البخاري، ونحوه في الصحيحين من رواية المغيرة بن شعبة[1].

نبی کریم -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم- راتوں کو (نماز کی حالت میں) اِس قدر طویل قیام فرماتے کہ آپ کے پاؤں مبارک پھٹ جاتے۔ (سیدہ عائشہ کہتی ہیں:) میں عرض گزار ہوئی: اے اللہ کے رسول! -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم- آپ اِس قدر مشقت کیوں اٹھاتے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیے ہیں؟ حضور -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم- نے جواب میں ارشاد فرمایا: «کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ بننا پسند نہ کروں!»۔

غیر اللہ کی پوجا کرنے والا جاہل اور ظالم ہے:

اِسی سورۂ یونس میں آگے والی آیت میں، بہت واضح انداز میں یہ فرمایا گیا کہ مستحق عبادت وہ ذات ہے، جو قادر، مختار اور الٰہ برحق ہے۔ رہی مخلوق جسے نفع و نقصان پر قدرت نہ ہو، وہ ہرگز اِس لائق نہیں کہ اُس کی عبادت کی جائے، اور اِس کے باوجود جو اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرے؛ وہ ظالم ہے۔ ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾[2].

---

(1) البخاری، ج: ۸، ص: ۴۴۹، مسلم، رقم: ۲۸۱۹۔

(2) سورۃ یونس: ۱۰، الآیۃ: ۱۰۶۔

ترجمہ: اور اللہ کے سوا اُس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے، نہ بُرا۔ پھر اگر ایسا کرے تو اُس وقت تو ظالموں سے ہوگا۔

یعنی اللہ کے سوا کسی اور کے لیے اظہار بندگی کی کوئی گنجائش نہیں۔ جو غیر اللہ کی عبادت کرے، یا اُس کی طرف بلائے؛ وہ نِرا جاہل ہے۔

اِسی لیے سورۂ زمر میں، غیر اللہ کی عبادت کی طرف بلانے والوں کو جاہل قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَأْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ﴾[1].

ترجمہ: تم فرماؤ: تو کیا اللہ کے سوا دوسرے کو پوجنے کو مجھ سے کہتے ہو، اے جاہلو!۔

اور سورۃ المؤمن میں، ربِ کائنات نے اپنی بعض صفات اور دیگر احسانات کا تذکرہ کرتے ہوئے، بندوں کو اخلاص کے ساتھ، رب کی عبادت کرنے اور غیر اللہ کی عبادت سے باز رہنے کا حکم فرمایا، ارشاد ہے:

﴿هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾[2].

ترجمہ: وہی زندہ ہے، اُس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، تو اُسے پوجو، نرے اُسی کے بندے ہو کر، سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا رب۔ تم فرماؤ: میں منع کیا گیا ہوں کہ اُنھیں پوجوں جنھیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، جب کہ میرے پاس روشن دلیلیں میرے رب کی طرف سے آئیں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ ربّ العالمین کے حضور گردن رکھوں۔

اللہ کے نبی حضرت یوسف -علیہ السلام- [جو نبی بن نبی، بن نبی، بن نبی ہیں] کو جب اُن کے ناکردہ جرم کی بنا پر جیل رسید کر دیا گیا، تو آپ کے ساتھ دو اور قیدی بھی داخلِ زنداں ہوئے، حضرت نے نہایت حکیمانہ انداز میں اُن کی تفہیم فرمائی، ایک خدا پر ایمان لانے اور اُسی کے سامنے جھکنے کا حسین درس دیا، اور شرک و کفر سے باز رہنے کی نصیحت فرمائی، پھر انھیں اللہ

(1) سورۃ الزمر: ۳۹، الآیۃ: ۶۴۔

(2) سورۃ المؤمن: ۴۰، الآیۃ: ۶۵، ۶۶۔

کا یہ حکم سنایا۔ جیسا کہ سورۂ یوسف میں ہے:

﴿اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾[1].

ترجمہ: اُس (اللہ) نے حکم فرمایا کہ اُس کے سوا کسی کو نہ پوجو، یہ سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

سورۂ بقرہ میں عام لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾[2].

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب کو پوجو، جس نے تمھیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا، یہ امید کرتے ہوئے کہ تمھیں پرہیز گاری ملے۔

اِسی سورہ میں، رب کائنات نے اپنے چند احسانات کا تذکرہ فرمایا، جس کا مفہوم یہ ہے کہ:

تمھارا رب اِس لیے مستحق عبادت ہے کہ اُسی نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو شامیانہ بنایا اور آسمان سے پانی نازل فرماکر تمھارے کھانے کے لیے پھلوں کا انتظام کیا؛ لہذا اللہ ہی عبادت کے لائق ہے، کسی اور کو اُس کی عبادت میں شریک نہ بناؤ۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس مقام پر صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی -علیہ الرحمہ- کے تفسیری حاشیے سے کچھ اقتباسات نقل کر دیے جائیں۔ علامہ نے اِس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

"﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ﴾ کا خطاب، اکثر اہل مکہ کو، اور ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ کا اہل مدینہ کو ہوتا ہے۔ مگر یہاں یہ خطاب مؤمن، کافر سب کو عام ہے۔ اِس میں اشارہ ہے کہ انسانی شرافت اِسی میں ہے کہ آدمی تقویٰ حاصل کرے۔ اور مصروف عبادت رہے۔ عبادت وہ غایتِ تعظیم ہے جو بندہ اپنی عبدیت اور معبود کے الوہیت کے اعتقاد واعتراف کے ساتھ بجا لائے۔"[3]

---

(1) سورۃ یوسف: ۱۲، الآیۃ: ۴۰۔

(2) سورۃ البقرۃ: ۲، الآیۃ: ۲۱۔

(3) تفسیر خزائن العرفان، زیر آیت: ۲۱، ص: ۸، ایم عاشقین اینڈ کمپنی، جامع مسجد، دہلی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور اُس کی عبادت ہی وہ اہم فریضہ ہے جس سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے، انبیاے کرام کو دنیا میں بھیجا گیا، چناں چہ جنھوں نے انبیا کی دعوتیں قبول کیں، اور اپنے رب کو راضی کرنے کا کام کیا، صرف اُسی کی بندگی کی، اور شیطان کی اطاعت سے خود کو بچا لیا، وہ دونوں جہاں میں کامیاب اور سرخرو ہو گئے، اور جنھوں نے دعوت دین کو ٹھکرا دیا، اللہ کی طرف بلانے والوں کو جھٹلایا اور شیطان کے مکر وفریب سے خود کو بچا، نہ سکے، ذلت ورسوائی اُن کا مقدر بن کر رہ گئی، ہلاکت وتباہی نے اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیا، وہ دنیا میں ہی اللہ کے غضب وعذاب سے ذلیل ورسوا ہوئے۔ اور انہی کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

اِسی حقیقت کو قرآن کریم کی سورۂ نحل کی درج ذیل آیات میں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾(1).

ترجمہ: اور بے شک ہر امت میں ہم نے ایک رسول بھیجا، کہ اللہ کو پوجو اور شیطان سے بچو، تو اُن میں سے کسی کو اللہ نے راہ دکھائی اور کسی پر گمراہی ٹھیک اتری۔ تو زمین میں چل پھر کر دیکھو، کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔

عبادت کی اہمیت:

رب کی عبادت کا معاملہ اِس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اگر کسی سرزمین میں اپنے دین پر قائم رہنا، اور عبادت کرنا دشوار ہو تو بندے کو ایسی سرزمین کی جانب ہجرت کر جانا چاہیے جہاں آسانی سے عبادت کر سکے اور دین کی پابندی میں دشواریاں درپیش نہ ہوں۔ چناں چہ مکہ میں ایمان لانے والے اور سفر ہجرت کی استطاعت نہ رکھنے والے کم زور مسلمانوں کو حکم ہوا:

﴿يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّایَ فَاعْبُدُوْنِ﴾(2).

ترجمہ: اے میرے بندو! جو ایمان لائے، بے شک میری زمین وسیع ہے، تو میری ہی بندگی کرو۔

---

(1) سورۃ النحل:١٦، الآیۃ:٣٦۔

(2) سورۃ العنکبوت:٢٩، الآیۃ:٥٦۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

اسلام میں "عبادت" کی اصطلاح ایک اہم اور نازک اصطلاح ہے۔ قرآن کریم میں کلمۂ "عبد و عبادت" اور اِس سے آنے والے افعال و مشتقات بکثرت استعمال ہوئے ہیں۔ [المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم میں، میں نے غور کیا تو ڈھائی سو سے زائد مقامات پر مادہ: "ع، ب، د" سے آنے والے کلمات کے استعمال کا پتا چلا۔]

اِسی کے ساتھ دو اور اصطلاحیں: "اطاعت" اور "تعظیم" بھی کثیر الاستعمال ہیں۔

"عبادت"، "اطاعت" اور "تعظیم" کے معانی میں بہت لطیف فرق ہے۔ عبادت کے معنٰی ہیں: معبود کی انتہائی تعظیم۔ اِس "انتہائی تعظیم" کی حد ہے کہ:

معبود کو معبود اور الٰہ سمجھ کر، اُس کی ایسی تعظیم کی جائے کہ اُس سے زیادہ تعظیم ممکن نہ ہو۔ یعنی بندہ اُس کے سامنے ایسی عاجزی اور فروتنی اختیار کرے کہ اُس سے بڑھ کر کوئی اور عاجزی اور فروتنی ممکن نہ ہو۔ اِس لیے کہ عبادت کی شرط یہ ہے کہ عابد، اپنے معبود کو الٰہ اور خود کو اُس کا بندہ سمجھے۔

اب جو تعظیم اِس طور پر ہو؛ وہی "عبادت" کہلائے گی۔ رب کی بارگاہ میں "اظہار عبودیت" کے یہی معنٰی ہیں۔

صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی -علیہ الرحمہ- کے تفسیری حاشیہ "خزائن العرفان" میں ہے:

"عبادت وہ غایتِ تعظیم ہے جو بندہ اپنی عبدیت اور معبود کے الوہیت کے اعتقاد و اعتراف کے ساتھ بجالائے۔[1]"

لیکن اگر کسی نبی، ولی، حاکم، استاذ، پیر، ماں، باپ یا کسی معظم دینی کی تعظیم اور اطاعت کرے، اُن کے سامنے عاجزی سے پیش آئے، مگر انھیں معبود اور الٰہ نہ سمجھے، تو یہ شرعًا وہ عبادت نہیں، جس کا مرتکب مشرک قرار پاتا ہے۔ بلکہ اِس کا نام تعظیم، تکریم، تبجیل، توقیر اور اطاعت وغیرہ ہوگا۔

(1) تفسیر خزائن العرفان، زیر آیت: ۲۱، ص: ۸، ایم عاشقین اینڈ کمپنی، جامع مسجد، دہلی۔

حاصل یہ کہ اطاعت و تعظیم اللہ رب العزت اور اُس کے بندے (جو لائق تعظیم و تکریم ہیں) سب کی ہو سکتی ہے۔ لیکن عبادت شرعی محض اللہ تعالیٰ کے لیے ہی خاص ہے، کسی بندے کی عبادت کی ہرگز کوئی گنجائش نہیں، خواہ وہ کتنا ہی مکرم و معزز کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بندے یا کسی دیگر مخلوق کی عبادت، شرک اور ناقابل معافی جرم ہے۔ لیکن بندے اگر لائق تعظیم و تکریم ہیں، تو اُن کی تعظیم واطاعت کا حکم، خود قرآن مجید کی متعدّد آیات سے ثابت ہے۔

عبادت و تعظیم کے درمیان فرق کو سمجھنے کے لیے اتنا کافی ہے کہ مثلاً حالتِ نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا عبادت ہے۔ لیکن استاذ، پیر، والدین یا کسی معظم دینی کے سامنے اُن کی تعظیم اور اظہار ادب کے لیے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا، محض تعظیم ہے، عبادت نہیں۔ اِس لیے کہ پہلی تعظیم بنیت عبادت تھی، اور دوسری سے، محض تعظیم و تکریم مقصود ہے۔

بعض کوتاہ نظر، اِس فرق کا لحاظ نہیں کر پاتے اور ہر اطاعت، بلکہ تعظیم کو، زبردستی عبادت کے زمرے میں داخل مان کر، عامۂ مسلمین، بلکہ بزرگان دین کو بھی بدعتی اور مشرک و کافر کہنے سے ذرا نہیں شرماتے۔ اور اُن کے اوپر بتوں کے حق میں نازل ہونی والی آیات چسپاں کرتے نظر آتے ہیں۔ حالاں کہ یہ کھلی زیادتی ہے۔

ہاں! بعض تعظیم کا حکم جداگانہ ہے، جیسے کفار کے مذہبی شعار کی تعظیم۔ اگر اُن کے شعار مذہبی کی تعظیم مقصود ہو تو حکم سخت ہے، اُسے فقہا نے کفر قرار دیا ہے، جس سے توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم و واجب ہے۔ اور اگر محض رسم ورواج کا لحاظ اور رواداری مقصود ہو، تعظیم کا قصد نہ ہو تو بھی ممنوع، اور اُس سے اجتناب لازم۔ اور اگر دفع ضرر مقصود ہو تو مباح۔

بعض تعظیم ایمان کا حصہ ہیں، جیسے انبیا و اولیا کی تعظیم۔

اِسی طرح بعض تعظیم باعث ثواب ہیں، جیسے: شعائر اللہ کی تعظیم، تو کوئی تعظیم لائق عتاب وعذاب، جیسے: غیر خدا کی تعظیم میں حد رکوع تک جھک جانا، یا اس کے لیے سجدہ کرنا۔ کسی غیر کے لیے سجدۂ تعظیم کی حرمت پر امت کا اجماع واتفاق ہے۔

قرآن کریم میں عبادت کے ساتھ، ہمیشہ اللہ، رب، یا الٰہ کا ذکر آتا ہے، یا اُن کی ضمیریں۔

جیسے: ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ﴾[1]. ﴿یٰاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ﴾[2]. ﴿قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآىِٕكَ﴾[3]. ﴿اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾[4]. ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ﴾[5]. وغیرہ۔

جب کہ اطاعت و تعظیم کے مفہوم پر دلالت کرنے والی آیات میں، اللہ تعالیٰ، انبیاء، والدین اور حکام شرع سب کا ذکر ہوتا ہے۔ جیسے:

﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾[6]. ﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾[7]. ﴿وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾[8].

واللہ تعالیٰ اعلم!

---

(1) سورۃ الفاتحۃ:۱، الآیۃ: ۴۔

(2) سورۃ البقرۃ:۲، الآیۃ:۲۱۔

(3) سورۃ البقرۃ:۲، الآیۃ:۱۳۳۔

(4) سورۃ النحل:۱۶، الآیۃ:۳۶۔

(5) سورۃ الحجر:۱۵، الآیۃ:۹۹۔

(6) سورۃ النساء:۴، الآیۃ:۵۹۔

(7) سورۃ النساء:۴، الآیۃ:۸۰۔

(8) سورۃ الحج:۲۲، الآیۃ:۳۲۔